اشاعت سلسلہ نمبر 5

پاکستان
ایک اسلامی ریاست

بانی و پرنسپل مفتی محمد حسین انسٹیٹیوٹ نیو کراچی

ایم اے عربی۔ اسلامیات۔ بین الاقوامی تعلقات اور سیاسیات

بفیضانِ نظر:

مفتی اعظم پاکستان

مفتی محمد حسین قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ

(بانی جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر والے)

ناشر: اعلیٰ حضرت پبلشر کراچی

0310-2999178

پاکستان ایک اسلامی ریاست

فہرست

آغازِ سخن

پاکستان کا مطلب کیا! لاالہ الااللہ، دستورِ ریاست کا کیا ہوگا! محمد رسول اللہ۔۔ یہ وہ نعرے ہیں، جن سے قیامِ پاکستان کا مقصد واضح ہوتا ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، مفکرِ پاکستان علامہ اقبال، بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح اور برِصغیر پاک و ہند کے سنی علما کرام ومشائخ عظام وہاں کے مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً دو قومی نظریہ کا مفہوم واضح کرتے رہے اور جا بجا یہ بات یاد دلاتے رہے کہ مسلمان اور ہندو سمیت دیگر تمام مذاہب کے ماننے والے دو علیحدہ قومیں ہیں بعد ازاں انگریزوں کے ہندوؤں کو بے جا سپورٹ کرنے کے، اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ اب علیحدہ خطۂ زمین کے بغیر اسلام کا حقیقی نفاذ قریباً ناممکن ہو چکا ہے کیونکہ یہ وہ وقت تھا جب عالمی استعماری قوتوں نے دنیا میں جمہوریت (اکثریت کی حکومت) کو متعارف کروا دیا تھا اور یہ بھی بات اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت برصغیر میں ہندوؤں کی اکثریت تھی اور یوں عالمی طاقتیں اکثریت کو حکومت دے کر مسلمانوں کو ہندو اکثریت کا غلام بنانا چاہتے تھے لہٰذا تمام بزرگوں نے اسلام اور پاکستان کیلئے جی توڑ کوششیں کیں اور ہزاروں بزرگوں، عورتوں اور بچوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور بالآخر 14 اگست 1947ء کو ملکِ خداداد پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

لیکن! سوال صرف اتنا سا ہے کہ کیا پاکستان جس مقصد کیلئے بنایا گیا تھا، کیا وہ مقصد حاصل ہوگیا، کیا پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ ہوگیا؟۔۔۔

ہر باشعور شخص بخوبی واقف ہے کہ جس طرح عالمی استعماری طاقتوں نے حصولِ پاکستان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں تھیں، آج بھی وہ قوتیں پاکستان میں نفاذِ اسلام میں ح رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر مسلمان اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے، نفاذِ دین وشریعت میں اپنا کردار ادا کرے تاکہ ہمارے بزرگوں کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے اور جلد ہی ایٹمی طاقت رکھنے والا واحد اسلامی ملک پاکستان، امتِ مسلمی کی قیادت کر سکے۔

اس رسالے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کی وہ تاریخی حقیقت جوکہ اکثر مورخین کی خیانت کی وجہ سے ہم تک نہیں پہنچ سکی، اہلِ اسلام کو اس سے روشناس کروانا ہے۔

پاکستان سنی علماء ومشائخ کی انتھک محنتوں کا نتیجہ ہے لیکن تاریخ دانوں، اسلام مخالف سیاست دانوں اور نصاب بنانے والوں کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیں کہ بجائے ہمارے علماء ومشائخ کا تذکرہ کیا جائے اور ان کی قربانیوں کا ذکر کیا جائے، وہ لوگ جو پاکستان بنانے کے مخالف تھے، انہیں پاکستان کے وارثین اور بانیان میں شمار کیا گیا حالانکہ وہ برملا کہتے رہے کہ" ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔

بہرحال اس رسالے میں کوشش کروں گا کہ اختصار کے ساتھ تاریخی حقائق سے آپ کو آگاہ کروں تاکہ نئی نسل ان حقائق کو مدِنظر رکھتے ہوئے، پاکستان کو انگریز کے غلاموں کی غلامی سے آزادی دلا سکے۔

فقیر محمد یعقوب ترابی غفرلہ

جنگِ آزادی 1857ء میں اہلِ سنت کی دینی اور سیاسی خدمات

جنگِ آزادی 1857ء کا پس منظر: برِصغیر پاک وہند میں جب سے اسلام کی شمع روشن ہوئی اور محراب ومنبر، خانقاہ اور مدارس اور اسلامی حکومت الغرض جہاں سے بھی دینِ متین کی خدمت وتبلیغ ہوئی، اس کا سہرا اہل سنت کے سر رہا حتی کہ برِصغیر پاک وہند میں انگریز کے منحوس قدم پہنچے، جہاں تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے فاتح کی حیثیت سے حکمرانی کی تھی۔ اولاً۔ انگریز اس سرزمین پر تاجر بن کر آیا تھا، پھر آہستہ آہستہ اپنی سازشوں سے اقتدار پر قابض ہوگیا اور پھر مسلمان بادشاہ کے اختیارات سلب کر لئے اور مساجد منہدم کرنا شروع کر دیں اور یوں مسلمانوں کی تحقیر و تذلیل میں کوئی قصر باقی نہ رکھی گئی یہاں تک کہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کیلئے سازشوں کے جال بچھائے گئے اور ہر ممکن نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ ابتدا میں میرٹھ میں جب مسلمان فوجیوں کو سور کی چربی والے اور ہندوؤں کو گائے کی چربی والے کارتوس دانتوں سے کاٹنے پر مجبور کیا گیا تو دونوں فریق بھڑک اُٹھے اور انگیز کے خلاف جنگ شروع کر دی۔

نتیجے کے طور پر غیظ وغضب میں بھرے ہوئے فوجی دہلی پہنچے اور بہادر شاہ ظفر کو اپنا بادشاہ مقرر کرلیا۔ اس وقت علماءِ اہل سنت ہی تھے جنہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد فتویٰ دیا اور اغیار کو بتادیا کہ غیرتِ مسلم ابھی زندہ ہے۔

انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والے علماء

درج ذیل اولوالزم مفتیانِ کرام نے فتویٰ کے ذریعے جہاد کو شرعی حیثیت دیکر مسلمانانِ برصغیر کیلئے جہاد فرض قرار دے دیا اور مجاہدِ کبیر علامہ فضل حق خیر آبادی نے بروز جمعۃ المبارک اپنی ترکش سے تیر چلا کر جہاد کا آغاز کیا اور اس فتوے کے اجراء سے نوے ہزار مسلمان، انگریزوں کے خلاف جہاد کیلئے میدانِ عمل میں آگئے۔

افسوس! ان اکابر مفتیانِ کرام کو یہودی اور کانگریسی لابی نے پاکستان کے نصابِ تعلیم میں جگہ نہیں دی۔

انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والے مفتیان کرام کے نام

1۔مجاہدِ کبیر علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

2۔مفتی اعظم ہند، مفتی صدرالدین آزردہ رحمۃ اللہ علیہ

3۔مولانا شاہ احمد سعید محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

4۔مولانا عبدالقادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

5۔مولانا قاضی فیض اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

6۔مولانا فیض احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

7۔ڈاکٹر مولوی وزیر احمد خان رحمۃ اللہ علیہ

8۔مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ

9۔مولانا سید مبارک شاہ رحمۃ اللہ علیہ

10۔مولانا منشی رسول بخش کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (بحوالہ کتاب: منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے،ص:23)

جہاد کی ترغیب دینے والے علماء وصوفیاء اور اُن کا مسلک

حکیم محمد حسین بدر (رحمۃ اللہ علیہ) مزید فرماتے ہیں: "میری 35 سالہ تحقیق نے سرگزشتِ مجاہدین کے سلسلے میں یہ ثابت کیا ہے کہ 1857ء کے محاربۂ عظیم (جنگِ آزادی) سے چھ سال پہلے علماء اور صوفیاءِ کرام نے مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونکنا شروع کر دی تھی، جن علماء اور صوفیاءِ کرام نے اس تحریک میں جان ڈالی، اُن اکابرین کے اسمائے گرامی درجِ ذیل ہیں۔

حضرت شیخ محراب شاہ قلندر گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید احمد اللہ شاہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہ، مجاہدِ کبیر علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم ہند، مفتی صدرالدین آزردہ رحمۃ اللہ علیہ،

ڈاکٹر مولوی وزیر احمد خان رحمۃ اللہ علیہ۔ مفتی کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم ۔۔ یہ وہ حضرات تھے جو نظامت، صدارت، وکالت وغیرہ جیسے بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے، اپنے عہدوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں جا کر افواج اور عوام میں جہاد کی ترغیب دینا شروع کر دی ۔ یہ تمام بزرگ اکابرین مسلکاً اہلسنت والجماعت اور مشرباً صوفی تھے ۔

(بحوالہ کتاب: منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے، ص: 25،26)

غدارِ اسلام اور انگریزوں کے خلاف جہاد کو فساد کہنے والے

جہاد کے متعلق وہابیوں کا موقف

علماءِ اہل حدیث کا موقف معلوم کرنے کیلئے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی تصنیف ترجمانِ وہابیہ" اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی تصنیف" الاقتصاد فی مسائل الجہاد" کا مطالعہ مفید رہے گا جس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں حکومتِ برطانیہ سے جہاد کو ناجائز قرار دیا ہے ۔

(ترجمانِ وہابیہ) (کُل پاکستان سنی کانفرنس کا اجمالی مطالعہ)

میر محبوب علی (وہابی) کے متعلق سید رئیس احمد جیسے معتدل مؤرخ لکھتے ہیں کہ دِلی میں غدر (جنگِ آزادی) کے حوالہ سے مولانا میر محبوب علی وہابی جہاد کے خلاف تبلیغ فرما رہے تھے ۔

(بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد)

جہاد کے متعلق دیوبندیوں کا موقف

علمائے دیوبند نے کہاں تک جنگِ آزادی میں حصّہ لیا، اس کا اندازہ ذیل کے اقتباسات سے کیا جاسکتا ہے ۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی زبانی سنیے:

"یہ حضرات حقیقتاً بے گناہ تھے، مگر دشمنوں کی یاوہ گوئی (فضول باتوں) نے ان کو باغی و مفسد و سرکاری خطاوار ٹھہرا رکھا تھا، اس لئے گرفتاری کی تلاش تھی، مگر حق تعالیٰ کی حفاظت بر سر تھی، اس لئے

کوئی آنچ نہ آئی اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان (انگریز) سرکار کے دلی خیر خواہ تھے، تازیست (زندگی بھر) خیر خواہ ہی ثابت رہے۔" (تذکرۃ الرشید)

اس سے آگے لکھتے ہیں:

"آپ کو اِستقلال بنے ہوئے خدا کے حکم پر راضی تھے اور سمجھے ہوئے تھے کہ جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکار نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا، تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (تذکرۃ الرشید)

تحریک آزادی کے حوالہ سے تبصرہ کرتے ہوئے علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ صحیح ہے کہ یہ تحریک وقتی طور پر کامیاب نہ ہوسکی اور مسلمانوں کو اس کی بہت بڑی قیمت ادا کرنا پڑی، تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس تحریک نے مسلمانوں کے دلوں میں آزادی کی وہ شمع روشن کردی جو بالآخر استخلاص وطن اور قیامِ پاکستان پر منتج ہوئی۔ پاکستان کے متعصب مؤرخ کی کس قدر احسان ناشناسی ہے کہ اس کا قلم ان مجاہدین کو خراجِ تحسین پیش کرنے کیلئے چند سطریں بھی لکھنے کا روادار نہیں ہے۔ (کُل پاکستان سنی کانفرنس کا اجمالی مطالعہ)

اور یہی بات مؤرخ پاکستان ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صاحب فرماتے ہیں:

جب میں علماء اہلسنت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک جہاد کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یک طرفہ ہے، اس موضوع پر میں نے پروفیسر شاہ فرید الحق سے 31 مارچ 1978 کو رجوع کیا اور ان کے ذریعے سے کچھ مواد حاصل کیا۔ (ماہنامہ فیضان)

سرسید احمد خان کا موقف

سرسید احمد خان نے بارہا کہا تھا کہ انگریز کے خلاف جو بھی کھڑا ہے، وہ جہاد نہیں کر رہا بلکہ فساد پھیلا رہا ہے۔ جیسا کہ اس کے ہم مشرب شاگرد الطاف حسین حالی لکھتا ہے: "مسلمان، انگریز گورنمنٹ کی رعایا ہے لہذا شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے انگریزوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے، اس طرح کے کسی بھی قدم کو جہاد نہیں کہہ سکتے البتہ اسے فساد کہیں گے۔" (حیاتِ جاوید)

ایک مقام پر سرسید احمد خان یہاں تک کہتا ہے کہ انگریز حکومت اُن کیلئے رحمت ہے۔

(مقالاتِ سرسید)

مزید کہتا ہے کہ انگریز حکومت ایک منصف اور عادل حکومت ہے۔ (حیاتِ جاوید)

سُنی علماء وصوفیاء پر انگریزوں کے مظالم

انگریز نے اپنا اقتدار بحال کر کے تحریک آزادی سے تعلق رکھنے والے علماء اور مجاہدین پر وہ مظالم ڈھائے کہ ہلاکو خان، چنگیز خان جیسے سفاک بھی پیچھے رہ گئے اور کچھ مجاہدین کو کالے پانی کی سزا سُنا دی گئی، جائیدادیں ضبط کر لی گئیں اور زندہ مسلمانوں کو سُور کی کھال میں سلوا کر تیل کی کڑھائی میں ڈالا گیا۔ سکھ رجمنٹ سے سرِ عام اغلام کرایا گیا۔ مسجد فتح پوری سے قلعہ کے دروازے تک مسلمانوں کی لاشیں درختوں پر لٹکائی گئیں۔ مجاہدین کو توپ سے اڑایا گیا، مساجد کی بے حرمتی کی گئی اور حوضوں میں گھوڑوں کی لید ڈالی گئی۔ غرضکیہ کہ وحشت و بربریت کا وہ مظاہرہ کیا گیا جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

(کُل پاکستان سنی کانفرنس کا اجمالی مطالعہ)

محترم قارئین کرام! آپ مؤرخین کی جانب داری اندازہ لگائیں کہ وہ حضرات جو مسلمانوں کے خلاف اور انگریزوں کے حامی تھے اور انگریزوں کے خلاف ہونے والے جہاد کو فساد کہتے رہے، کس طرح تاریخ میں انہیں ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا رہا اور وہ افراد جنہوں نے اسلام کی سربلندی اور بقاء کیلئے اپنی جانیں قربان کردیں، تاریخ انہیں خراجِ تحسین پیش کرنے سے قاصر ہے۔

قیامِ پاکستان کا حقیقی سبب اور مقصد

قیامِ پاکستان کا حقیقی سبب اور مقصد بالکل دوٹوک اور واضح تھا کہ ایک ایسا خطۂ زمین حاصل کیا جائے، جہاں حقیقی طور پر اسلام کا نفاذ ہوسکے اور اس کے پیچھے ایک ہی سبب کارفرما تھا، وہ ہے دوقومی نظریہ یعنی نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان۔

دوقومی نظریہ

اس سے مراد یہ کہ مسلمان ایک الگ قوم جبکہ اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کے ماننے والے دوسری قوم ہیں۔ مسلمانوں کا رہن سہن، رسم ورواج، معاشی اور معاشرتی تقاضے دیگر مذاہب کے مقابلے میں مختلف ہیں۔ دریں صورت قیامِ پاکستان کی ضرورت پیش آئی اور بزرگوں نے ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کیلئے جی توڑ کوششیں کیں اور بالآخر پاکستان حاصل کرلیا گیا۔

مجدد الف ثانی اور دوقومی نظریہ

اگر مسلمان بحیثیت ایک قوم کے زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں بدعات وکفروشرک کی باتوں کو ترک کرنا ہوگا۔ ہندوؤں سے الگ رہنا پڑے گا۔ اگر مسلمانوں میں جداگانہ ملی تشخص کا شعور پیدا نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ وہ متحدہ قومیت کے سیلاب میں بہہ جائیں گے اور اسلام ہندوستان کی مٹی میں جذب ہوکر اسی

طرح (نعوذ باللہ) نیست و نابود ہو جائے گا جس طرح بدھ مت اور بہت سے دیگر مذاہب اس سے قبل ہندو مت میں جذب ہو چکے ہیں۔"

بقول پروفیسر محمد اسلم

"جب اکبر کے دور میں مسلمانوں کی برتری ختم کر کے ہندوستان کو دارالاسلام سے ایک سیکولر اسٹیٹ (لادینی ریاست) میں تبدیل کر دیا گیا اور ہر مذہب و ملت کے رہنماؤں سے بڑی فراخدلی سے ملا جانے لگا۔ تو اس سے ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو جو نقصان پہنچا اس کی تلافی آج تک نہیں ہو سکی۔"

شاہ ولی اللہ اور دو قومی نظریہ

اٹھارویں صدی عیسوی، مسلمانوں کے لئے بڑی آزمائش کی گھڑی تھی۔ سکھ، جاٹ اور مرہٹے برصغیر میں مسلمانوں کے خاتمے کے درپے تھے اور دوسری طرف یورپی اقوام برصغیر مین داخل ہو چکی تھیں۔ ان مخدوش حالات میں ایک بار پھر مسلمانوں کو اپنا مستقبل تاریک ہوتا نظر آ رہا تھا۔ مسلمان خود بھی داخلی طور پر تفرقہ بازی کا شکار ہو کر بکھر چکے تھے۔ اس موقع پر شاہ ولی اللہ میدان عمل میں آئے اور مسلمانوں کو کفر کے مدمقابل کھڑا کیا۔ اسلام دشمن قوتوں کو اس شدت کے ساتھ کچلا کہ وہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ دو قومی نظریہ کے ارتقاء میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی خدمات کا بڑا عمل دخل ہے۔ آپ نے ایک مشکل وقت میں مسلمانوں میں ملی شعور پیدا کیا اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم جمع کیا۔

ڈاکٹر صدر محمود کے بقول: "شاہ ولی اللہ کے باعث مصلحین اور مجاہدین کو تحریک عمل ملتی رہی۔

اعلیٰ حضرت اور دو قومی نظریہ

مشہور مؤرخ اور کالم نگار میاں عبدالرشید مرحوم لکھتے ہیں۔

1940ء میں جب قراردادِ پاکستان منظور ہوئی تو حضرت بریلوی کی کوششیں بارآور ہوئیں اور علمائے کرام اور پیرانِ عظام سمیت آپ کے پیروکار اور متوسلین جسدِ واحد بن کر تحریک پاکستان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اسی طرح قیام پاکستان میں حضرت بریلوی (اعلیٰ حضرت) کا حصہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

دوقومی نظریہ کے داعی کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے افکار ونظریات سے اکابر بھی متاثر ہوئے۔اثر اندازی کی اس حقیقت کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے اس طرح بیان کیا ہے:

"پاک وہند کے عظیم مفکر اور شاعر علامہ اقبال نے جو پہلے ایک قومی نظریہ کے مؤید تھے اور بعد میں اس کے سخت مخالف ہو گئے تھے، مکتوبات ربانی مجدد الف ثانی اور فاضل بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کا عمیق مطالعہ فرمایا تھا اس لئے ظن غالب ہے کہ علامہ کے افکار وخیالات میں ان دونوں ماخذ نے ایک انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔" (پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ)

اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کو ٹھیک اسی طرح غلط اور ناجائز قرار دیا جس طرح انگریز و مسلم اتحاد کو غیر اسلامی اور ناجائز قرار دیا تھا۔چنانچہ تحریک ترکِ موالات اور پھر تحریکِ خلافت میں کہ جب انگریزوں نے ترکوں پر ظلم وتشدد کی انتہا کر دی، تو اس کے ردِ عمل میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی اور مسلمانوں نے ہر ممکن طریقے سے جبر واستبداد کی مذمت کی لیکن اس درمیان مسلمانوں کے فطری جوش وخروش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گاندھی نے بھی ترکِ موالات کا اعلان کر دیا جس کا مقصد یہ بتایا گیا کہ انگریزوں کا بائیکاٹ کیا جائے، تمغے اور جاگیریں واپس کر دی جائیں، ملازمتیں چھوڑ دی جائیں۔اس تحریک کا اس شدومد سے پروپیگنڈا کیا گیا کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی آندھی کی لپیٹ میں آگئے۔

معاملہ یہاں تک بڑھا کہ گاندھی امام تھا اور کانگریسی علماء، (دیوبندی اور وہابی علماء) دست بستہ (ہاتھ باندھے) اور چشم بستہ (آنکھیں بند کر کے) اس کے مقتدی بنے ہوئے تھے اور اس کی تعریف میں اس طرح رطب اللسان تھے کہ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی، تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔

(معاذ اللہ)اور یہاں تک کہا گیا کہ اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کرلو گے،تو خدا بھی راضی ہو جائے گا۔(معاذ اللہ)

اعلیٰ حضرت پر انگریز نوازی کے الزام کا جواب

مشہور نقاد وصحافی شوکت صدیقی لکھتے ہیں :

امام احمد رضا خان کے بارے میں وہابی کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست تھے،نہایت گمراکن اور شر انگیز ہے ۔وہ انگریزوں اور انکی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لفافہ پر ہمیشہ الٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے جارج پنجم کا سر نیچا کر دیا انہوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔مشہور رہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی عدالت میں حاضری نہیں دی ایک بار انہیں ایک مقدمہ کے سلسلے میں عدالت میں طلب کیا گیا مگر وہ عدالت میں پیش نہ ہوئے اور یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب انگریز کی حکومت ہی کو تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل وانصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کرلوں ۔

کہا جاتا ہے کہ انہیں گرفتار کر کے حاضر عدالت ہونے کا احکامات جاری کئے گئے ۔بات اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گزر کر فوج تک پہنچا مگر ان کے جانثار ہزاروں کی تعداد میں سر پر کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے بالآخر عدالت کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔

جناب صدیقی نے ایک دوسرے موقع پر اسی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا” مولانا احمد رضا نہ کبھی انگریزوں کی حکومت سے وابستہ رہے نہ ان کی حمایت میں کبھی فتوی دیا،نہ کبھی اس بات کا کسی طور اظہار کیا۔

قیامِ پاکستان میں اعلیٰ حضرت کے شاگرد اور دیگر علماء ومشائخ کا کردار

اس دوران 1857ء کی تحریک آزادی کے جاں نثار علمائے کرام کے علمی اور روحانی جانشین، فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، شاگرد انگریز کے ساتھ ہندوؤں کیخلاف بھی کھل کر میدان میں آگئے۔ آپ نے مسلمانوں کو ایک قوم قرار دیا اور تمام غیر مسلم اقوام کو دوسری قوم۔ آپ کے تلامذہ، خلفاء اور نظریاتی وفکری طور پر آپ کے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ہزاروں رہنما تحریک پاکستان کے پرجوش دائمی بن کر میدانِ عمل میں دیوانہ وار نکل آئے۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1۔ مجاہد اسلام پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف علیہ الرحمۃ (م۔ 1379ھ/ 1960ء)

2۔ امیر ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (م۔ 1370ھ/ 1951ء)

3۔ مجاہد اسلام حضرت پیر عبد الرحمن بھرچونڈی شریف رحمۃ اللہ علیہ (م۔ 1380ھ/ 1960ء)

4۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ 1963ھ/ 1943ع) ابن مولانا احمد رضا خان

5۔ مفتی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (1390ھ/ 1965ء)

6۔ مجاہد ملت مولانا عبد الحامد بدایونی قادری رحمۃ اللہ علیہ (1404ھ/ 1986ء)

7۔ غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (1406ھ/ 1986ء)

8۔ مبلغ اسلام مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (1374ھ/ 1954ء) خلیفہ امام احمد رضا

9۔ محسن ملت مولانا عبد السلام باندوی رحمۃ اللہ علیہ (1387 / 1968ء) خلیفہ امام احمد رضا

10۔ رہبر طریقت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (1394ھ/ 1974ء)

11۔ مجاہد اسلام مولانا فضل الحسن حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ (1370ھ/ 1951ء)

12۔سید محمد شاہ صاحب محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (1381ھ/1961ء) شاگرد امام احمد رضا

13۔غازی کشمیر مولانا ابو الحسنات سید محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (1380ھ/1961ء) ابن خلیفہ امام احمد رضا

14۔محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (1386ھ/1962ء)

15۔شیخ القرآن مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (1390ھ/1970ء)

16۔تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (1385ھ/1966ء)

17۔امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ (1386ھ/1966ء)

18۔مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (1386ھ/1966ء)

19۔فاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی (1337ھ/1948ء) شاگرد امام احمد رضا

20۔مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی (سابق وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان)

21۔مبلغ اسلام مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی مرحوم

22۔شیخ الاسلام پیر محمد قمر الدین سیال شریف رحمۃ اللہ علیہ

23۔محسن ملت مولانا برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ امام احمد رضا فاضل بریلوی)

قیامِ پاکستان کیلئے منعقدہ آل انڈیا سُنی کانفرنس

فاضل بریلوی کے ہم خیال علماء اور برصغیر کے تمام قابل ذکر روحانی خانوادوں نے پاکستان کے حصول اور قیام کو اپنا واحد نصب العین قرار دیا۔علمائے اہل سنت نے 1925ء سے 1946ء تک برصغیر کے کونے کونے سے عظیم الشان کانفرنسز منعقد کیں۔جن کی مختصر رُوداد درجِ ذیل ہے۔

پہلی کانفرنس: پہلی کانفرنس 16 تا 19 مارچ 1935ء کو مراد آباد میں منعقد ہوئی۔

دوسری کانفرنس: دوسری کانفرنس بدایوں میں 1935ء میں منعقد ہوئی۔

تیسری کانفرنس: تیسری کانفرنس 11 فروری 1943ء کو پھپھوند ضلع اٹاوہ میں ہوئی۔

چوتھی کانفرنس: چوتھی کانفرنس جون 1946 میں اجمیر میں منعقد ہوئی۔

پانچویں کانفرنس: پانچویں کانفرنس 1946ء کو کراچی میں ہوئی۔

چھٹی کانفرنس: اسی سلسلے کی ایک فقید المثال کانفرنس اپریل 1946ء کو بنارس کے باغِ فاطمہ میں منعقد ہوئی۔اس کانفرنس میں دو ہزار سے زیادہ علماء اور مشائخ نے شرکت کی تھی۔اس اہم اجلاس میں یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی:

"آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت، اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیثِ نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔ (خطبہ صدارت، جمہوریت اسلامیہ ص 29)

اس مختصر پس منظر کی روشنی میں یہ بات تاریخی حقیقت بن کر ابھرتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بعد دو قومی نظریہ علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے پیش کیا، یہی نظریہ قیام پاکستان کی اساس بنا۔علامہ اقبال نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر 1930ء میں کیا۔لیکن اس سے تقریباً پانچ برس قبل 1925ء میں اسی ضرورت کا احساس" آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس" کے موقع پر ہوا۔

علامہ اقبال اور دو قومی نظریہ

عالم اسلام کو درپیش سیاسی مسائل، عالمی سیاست کے نشیب و فراز اور برصغیر کے مسلمانوں کے حالات علامہ اقبال کے سامنے تھے اور اب وہ اس امر کے بالکل قائل نہ ہی تھے کہ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان مل کر کوئی مشترک سیاسی پروگرام بنا سکتے ہیں۔

" ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں مذہبی، تہذیبی وثقافتی، سماجی، معاشی اخلاتلافات اس قدر بنیادی ہیں کہ یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے مسلمانوں کے حقوق صرف اسی صورت میں محفوظ رہ سکتے ہیں کہ انہیں اپنے مذہب اور تہذیب وثقافت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دی جائے اور اس طرح مسلم اکثریت کے علاقوں پر مشتمل ایک مسلم ریاست بنائی جائے جس میں مسلمان آزادی سے اپنے مذہب کے اصولوں پر عمل پیرا ہو سکیں۔"

آپ نے مزید فرمایا کہ:

ہندوستان میں مسلمان دنیا بھر کے مقابلے میں اکثریت میں ہیں لہٰذا ہماری خواہش ہے کہ ہندوستان میں اسلام کو ایک تمدنی طاقت بن کر زندہ رہنا چاہیے۔ اور اس مقصد کیلئے اسے مرکزیت قائم کرنا ہو گی۔"

قائداعظم محمد علی جناح اور دوقومی نظریہ

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں 8 مارچ 1944ء کو خطاب میں فرمایا:

"پاکستان اسی دن وجود میں آگیا تھا جس دن ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت ابھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید پر ہے۔ وطن اور نسل پر نہیں۔ جب ہندوستان کا پہلا فرد مسلمان ہوا تو کافرد نہیں رہا بلکہ ایک جداگانہ قوم کا فرد بن گیا۔ گویا ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آگئی۔"

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"مسلمان ایک جدااور الگ قوم ہیں اور وہ ہندوؤں کیساتھ ہرگز نہیں ہے۔ اس لئے ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے ایک الگ اور آزاد مملکت کا قیام اشد ضروری ہے۔ ہندو اسلام اور ہندو مذہب کی اصل حیثیت کو سمجھنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے۔ دراصل یہ دو جداگانہ تصور ہیں اور یہ ہے محض ایک خواب ہے کہ ہندو و مسلم متحدہ قوم بن کر اپنی زندگیاں گزاریں گے۔

قیامِ پاکستان اور پاکستان سے متعلق مخالفین علماء کا موقف

اہل حدیث علماء کو موقف؛

1۔ اہل حدیث مولوی قاسم بنارسی نے کہا:

"پاکستان کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے۔" (پیغام ھدایت، ص80)

2۔ اہل حدیث مولوی محمد ابراہیم نے کہا:

"بہت سے اہل حدیث علماء اور عوام و امراء کانگریس کا ساتھ دیتے تھے۔" (احتقال الجمہور، ص12)

دیوبندی علماء کا موقف؛

1۔مولانا فضل الرحمٰن کے والد مفتی محمود (دیوبندی) نے اسمبلی فلور پر اعلانیہ بیان دیا:

"اللہ کا شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں۔" (تخلیق پاکستان میں علمائے اہلسنت کا کردار ص101)

2۔دیوبندیوں کے امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری دھمکی دیتے ہوئے پاکستان کے خلاف کہتے ہیں:" پاکستان بننا تو دور کی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے۔

(تحریک پاکستان اور علماء ص883)

3۔اسلام اور پاکستان دشمنی میں دیوبندی اور وہابی علماء پاکستان سے متعلق نازیبا الفاظ بایں انداز کہتے رہے
:" ہم پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں ۔" (خطباتِ اصرار ص99)

4۔اسی مسلک دیوبند کے مولوی، مولانا غلام ہزاروی (دیوبندی) نے کہا تھا۔
"جناح قائدِ اعظم نہیں بلکہ کیدِ اعظم ہے" ۔(رسالہ نئی زندگی (پاکستان نمبر)، ص:5)
نوٹ: واضح رہے کہ "کید" سے مراد دھوکہ، فریب اور فراڈ ہے۔

5۔ یہاں تک دیوبندی مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی قائداعظم کی مذمت اور جواہر لعل نہرو کی تعریف میں یہاں تک بول پڑے :" دس ہزار جناح، جواہر لعل نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں ۔" (چمنستان ص130)

قارئین کرام! اندازہ لگائیں کہ دیوبندیوں کے اکابرین، پاکستان اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو کن الفاظ سے یاد کرتے رہے اور آج یہ پاکستان کے دعوے دار بنے پھرتے ہیں ۔(الامان والحفیظ)

Mufti Muhammad Hussain Institute

Spread Islam all Over the World

مفتی محمد حسین انسٹیٹیوٹ نیو کراچی

زیرِ نگرانی: علامہ محمد یعقوب ترابی (بانی و پرنسپل مفتی محمد حسین انسٹیٹیوٹ)

تعلیمی خصوصیات

- بالخصوص ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کا حقیقی مفہوم سمجھانا۔
- شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت کی ترجمانی ہمارا نصب العین
- عقائدِ اہلسنّت کی پختگی اور ردِ عقائد باطلہ کا ملکہ اُجاگر کرنا
- اولیاء کرام کی محبت اور علماء حق کا احترام دلوں میں ڈالنا
- اسلامی اقدار کے مطابق تعلیم و تربیت
- پُراعتماد انداز میں مافی الضمیر بیان کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا
- وقتاً فوقتاً علماء اہلسنّت کا خصوصی تربیتی پروگرام منعقد کرنا

ادارہ کی خصوصیات

- ماہر اور تجربہ کار عالم دین اساتذہ کرام کی زیرِ نگرانی
- پک اینڈ ڈراپ کی سہولت (فری) طالبات کیلئے
- طالب علم کے جامعہ پہنچنے کی اطلاع بذریعہ SMS
- طالبات کیلئے سلائی، کڑھائی اور دیگر امورِ خانہ داری
- ماہانہ کارکردگی رپورٹ سے والدین کو آگاہ کرنا
- وسیع و عریض لائبریری و کمپیوٹر لیب
- ذہین اور کامیاب طلباء و طالبات کو اسکالرسپ

الحمدللہ! مفتی محمد حسین انسٹیٹیوٹ کی تمام خدمات قطعی فی سبیل اللہ ہیں۔
اور اس وقت 200 سے زائد طلباء و طالبات درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
ہمارا مقصد فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے حبیب خاتم النبین ﷺ کی خوشنودی
اور آپ کے بچوں کی دنیا خوبصورت اور آخرت بہترین بنانا ہے۔

Muhammad Yaqoob Turabi
Founder & Principal: Mufti Muhammad Hussain Institute
0310-2999178